بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd. S. No 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۲ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

فی پرچہ ۱/

المصلح

بدھ

۲۱ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۷ ۔ ۲۷ صلح ۱۳۳۳ ھش ۔ ۲۷ جنوری ۱۹۵۴ء ۔ نمبر ۲۰

ایک ارب نوے کروڑ روپے کی لاگت سے دریائے سندھ اور جہلم پر بند تعمیر کئے جائینگے

یہ بند ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنا دیں گے

سڈنی ۲۶ جنوری۔ پاکستان کے وزیر خزانہ مسٹر محمد علی نے اعلان کیا ہے کہ سندھ اور جہلم پر ایک ارب نوے کروڑ روپے کے صرفہ سے بند بنانے کی تجویز پر غور و خوض کیا جا رہا ہے اگر یہ تجویز منظور ہو گئی۔ تو ان بندوں سے مزید ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین زیر کاشت آ جائے گی اس امر کا انکشاف چوہدری محمد علی نے سڈنی میں دولت مشترکہ کے وزرائے خزانہ کی کانفرنس کے بعد نیو ساؤتھ ویلز میں ایوان ہائے تجارت کے ایک اجلاس میں کیا۔ انہوں نے کہا اگر یہ منصوبے پایۂ تکمیل کو پہونچ گئے۔ تو پاکستانیوں کا معیار زندگی بلند ہو جائے گا۔ اور ان کی آمدنی بڑھ جائے گی۔ مسٹر محمد علی سڈنی سے بذریعہ ہوائی جہاز انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ پہونچے۔ کل انہوں نے انڈونیشیا کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ وہ وزیر اعظم مسٹر علی ساسترو [illegible] سے بھی ملاقات کرنے والے تھے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۲۳ جنوری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے گلے میں تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں:

مغربی افریقہ میں برطانوی اور افریقی لیڈروں کے درمیان نائیجیریا کے نئے آئین پر اتفاق ہو گیا

اس آئین کے مطابق مرکزی حکومت کے تحت نائیجیریا کے مختلف یونٹوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل ہو جائینگے

لنڈن ۲۶ جنوری۔ برطانیہ کے وزیر نوآبادیات مسٹر لٹلٹن اور مغربی افریقہ کے سیاسی لیڈر نائیجیریا کے نئے آئین پر متفق ہو گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نئے آئین کے مطابق جس پر تمام سیاسی لیڈروں نے اتفاق کر لیا ہے۔ مرکزی حکومت کے تحت کالونی کے مختلف علاقوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔ اس بارہ میں برطانوی حکومت اور افریقی لیڈروں کے درمیان کافی عرصہ سے گفت و شنید ہو رہی تھی۔

اگر یورپ کے دفاعی ادارے کی تجدید کی گئی تو روس بھی ایک مشرقی بلاک قائم کرنے پر مجبور ہو جائیگا

برلن کانفرنس میں روسی وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف کا مغربی وزرائے خارجہ کو انتباہ

برلن ۲۶ جنوری۔ روس نے مغربی طاقتوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر یورپ کے دفاعی ادارے کی تجدید کی گئی تو روس بھی ایک مشرقی دفاعی بلاک [illegible] کریگا۔ اس امر کا اعلان روس کے وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف نے حضور [illegible] ل طاقتوں کے وزرا خارجہ کی کانفرنس میں پیش کیا انہوں نے کہا کہ یورپ کے دفاعی ادارے کی طرز پر ایک فوجی بلاک بننے سے جرمنی کا متحد ہونا ناممکن ہو جائے گا۔ اور ایک نئی جنگ کے امکان بڑھ جائیں گے۔ کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے روسی وزیر خارجہ نے تین تجاویز پر مشتمل ایک ایجنڈا پیش کیا۔ (۱) بین الاقوامی معاملات میں مغربی طاقتوں اور روس کے درمیان کشیدگی کو دور کرنے کے ذرائع سوچے جائیں اور فرانس برطانیہ، امریکہ، روس اور کمیونسٹ چین کے وزرائے خارجہ کی ایک کانفرنس منعقد کرنیکے مسئلہ پر غور کیا جائے (۲) جرمنی کے سوال پر غور کیا جائے اور یورپ کے تحفظ کے مسئلہ پر بحث کی جائے (۳) آسٹریا کے صلح نامہ کا مسئلہ زیر بحث لایا جائے۔ مسٹر مولوٹوف نے کہا کہ جرمنی اور آسٹریا کے مسئلے ان سمجھوتوں کی بناء پر طے کئے جائیں جو جنگ کے بعد روس اور مغربی طاقتوں کے درمیان کئے گئے تھے۔ سب سے پہلے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے فرانس کے وزیر خارجہ مسٹر بدولت نے روس سے اپیل کی۔ کہ وہ ایٹمی طاقت کو پر امن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے متعلق صدر آئزن ہاور کی تجاویز کو قبول کرلے انہوں نے کہا کہ ہتھیار بندی کا معاملہ اقوام متحدہ کے ذریعہ طے کیا جائے۔ مسٹر بدولت نے کہا کہ ایشیائی ملکوں کو مصنوعی طور پر یورپی معاملات کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ بلکہ انہیں علیحدہ طے کیا جائے۔

مسٹر بدولت کے بعد برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر ایڈن نے کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے روس کو پیشکش کی کہ اگر وہ اب تک یورپ کی دفاعی برادری سے خوف محسوس کرتا ہے۔ تو ہم اسے تحفظ کی ایک نئی ضمانت دینے کو تیار ہیں۔ مسٹر ایڈن نے خبردار کیا کہ مغربی طاقتیں اپنے اس مطالبہ سے پیچھے نہیں ہٹیں گی کہ متحدہ جرمنی کی حکومت کے قیام کے لئے سارے جرمنی میں ایک ساتھ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ الیکشن کرائے جائیں۔ جسے روس نے دوبارہ مسترد کر دیا ہے۔ انہوں نے روس کے اس مطالبہ کو ناقابل عمل ٹھہرایا کہ پہلے چار مغربی طاقتیں جرمنی سے ایک صلح نامہ طے کریں اس کے بعد الیکشن کرائے جائیں۔

کہا جاتا ہے کہ مسٹر مولوٹوف کی تقریر سے مغربی طاقتوں کو عام طور پر مایوسی ہوئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان پر جارحانہ عزائم کا الزام لگایا ہے۔ مغربی طاقتوں کے نزدیک آسٹریا کے متعلق انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ کافی حد تک حوصلہ افزا ہے۔

نئے تجارتی معاہدے کے لئے پاکستان کا ایک تجارتی وفد مغربی جرمنی جا رہا ہے

کراچی ۲۶ جنوری۔ پاکستان کا ایک تجارتی وفد مغربی جرمنی جا رہا ہے۔ جہاں وہ مغربی جرمنی کے حکام سے ایک نئے تجارتی معاہدہ کی بات چیت کرے گا۔ یہ وفد ہفتہ کے روز روانہ ہو جائیگا اس کے لیڈر وزارت تجارت کے جوائنٹ سیکرٹری مسٹر فیاض علی ہوں گے۔ اس سے پہلے مغربی جرمنی سے جو تجارتی معاہدہ کیا گیا تھا۔ وہ آج سے چھ ماہ قبل ختم ہو گیا تھا۔

ہندوستان کا کپڑا مشرقی بنگال میں

ڈھاکہ ۲۶ جنوری۔ ہندوستان کی بھیجی ہوئی کپڑے کی سولہ سو گانٹھیں چاٹگام پہونچ گئی ہیں ہندوستان سے بھیجے ہوئے کپڑے کی مزید ڈھائی ہزار گانٹھیں عنقریب چاٹگام پہونچ جائینگی جاپان سے جو کپڑا پاکستان پہونچنے والا ہے اس میں مشرقی بنگال کے حصہ کے متعلق غور و خوض کیا جا رہا ہے۔

مشرقی بنگال میں باون نظر بند رہا ہو چکے ہیں

ڈھاکہ ۲۶ جنوری۔ حکومت مشرقی بنگال اب تک باون ایسے آدمیوں کو قانون تحفظ عامہ کے تحت نظر بند تھے رہا کر چکی ہے۔ تاکہ وہ صوبہ کے ہونے والے انتخابات میں حصہ لے سکیں حکومت نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ ان لوگوں پر عائد شدہ پابندیاں اٹھالی جائیں یا کم کر دی جائیں۔ جن لوگوں کو رہا نہیں کیا گیا۔ انہیں خط و کتابت کی تمام سہولتیں [illegible]

سفیر کے اخراج پر حکومت مصر ترکی کی حکومت سے معذرت کا اظہار نہیں کریگی

قاہرہ ۲۶ جنوری۔ حکومت مصر نے پچھلے دنوں ترکی کے سابق سفیر کو مصر سے نکل جانے کا حکم دے دیا تھا [illegible] ترکی کے احتجاجی مراسلے پر غور [illegible] ہو گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ مصری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بارے میں کسی قسم کی [illegible] نہیں کی جائے گی

گورنر جنرل کے پیغام ہائے تہنیت

کراچی ۲۶ جنوری گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد نے آج ہندوستان کے یوم جمہوریہ کے موقعہ پر ہندوستان کے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد کو ایک تہنیتی پیغام بھیجا ہے گورنر جنرل نے یوم آسٹریلیا کے موقعہ پر گورنر جنرل آسٹریلیا کو بھی اسی قسم کا پیغام بھیجا ہے

ایرانی تیل کا بین الاقوامی ادارہ قائم کرنیکے متعلق حکومت امریکہ کیطرف سے مسٹر ہربرٹ ہوور کو [illegible] ہدایت

لنڈن ۲۶ جنوری۔ امریکی دفتر خارجہ میں [illegible] معاملات کے مشیر مسٹر ہربرٹ ہوور کو جو آجکل ایرانی تیل کے مسئلہ پر بات چیت کرنے کے لئے لنڈن آئے ہوئے ہیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایرانی تیل کی پیداوار کی فنی تجاویز کو بروئے کار لانے کے لئے تیل کا ایک بین الاقوامی ادارہ قائم کریں:

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرٹ پریس میں چھپوا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۲۷ صلح ۱۳۳۳ھش

کیا سائنسدان زندگی کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں؟

پروفیسر ہکسلے نے اپنے لیکچر میں فرمایا ہے کہ سائنسدانوں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے سامنے ایک مذہب پیش کریں۔ انہوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ مذہب زندگی کا ایک نمونہ ہی تو ہے۔ اس لئے زندگی کا بہترین نمونہ سائنس کے مطابق پیش کرنے کا فرض سائنسدانوں پر ہی عائد ہوتا ہے۔

پروفیسر ہکسلے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انسانی دل و دماغ کے ارتقا کے لئے بہت بڑی گنجائش ہے۔ انسان کی حیاتیاتی تشکیل تو مکمل ہے۔ اور اس سے زندگی کی بہتر تشکیل ناممکن ہے مگر تمدن اور معاشرت میں بے انتہا ترقی کی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے خیال میں سائنسی بنیادوں پر ایک زندگی کا ایسا نمونہ پیش کرنا ممکن ہے۔ جس میں انسانی دل و دماغ کے بے انتہا ارتقا کے امکانات موجود ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں۔ کہ سوسائٹی ایسی ہو جو بہتر انسان (دل و دماغ کے لحاظ سے) پیدا کرے۔ اس سوسائٹی کے لئے وہ زندگی کا ایسا نمونہ چاہتے ہیں۔ جو سائنسدان پیش کریں۔ جس کو آپ دوسرے لفظوں میں مذہب کا نام دیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا سائنس جو صرف زندگی کے مادی اور ایسے پہلو سے تعلق رکھتی ہے جس کو مادی تجربات اور مشاہدات سے محسوس کیا جا سکتا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ انسانی حیات کے دو پہلو تو تسلیم کرتے ہیں۔ ایک مادی اور دوسرا دل و دماغ۔ اس لئے سائنسدان مادی پہلو کے متعلق تو بے شک کسی ایسے نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ انسان کی حیاتیاتی تشکیل بہترین ہے۔ مگر سائنس کے مادی تجربات اور مشاہدات سے سائنسدان دل و دماغ کے بے انتہا امکانات ارتقا کی صورت میں انسانی زندگی کا کوئی ایسا نمونہ کس طرح پیش کر سکتے ہیں۔ جو واقعی اس بات کا ضامن ہو کہ دل و دماغ کے بے انتہا ارتقا کے لئے وہ صحیح لائحہ عمل ہے۔

دوسرے لفظوں میں وہ سائنس کے محدود ذرائع سے ایک جاوداں اور بیکراں حیات کی رفتار ترقی کے راستے کس طرح متعین کر سکتے ہیں۔ یعنی جب تک وہ دل و دماغ کے بیکراں سمندر کا صحیح اندازہ نہ کر سکیں۔ وہ سفینہ حیات کی ناخدائی کے فرائض کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟

سائنسدان اپنے تجرباتی اور مشاہداتی علم کی بناء پر جو زندگی کا نمونہ بھی پیش کریں گے۔ وہ بجائے دل و دماغ کے بے انتہا امکانات ترقی میں مددگار ہونے کے اس کے راستہ میں محدودیت کی روکاوٹیں پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اگر دل و دماغ کے امکانات ارتقا محدود ہوتے۔ جن کو ہم ظاہر حواس خمسہ کے پیمانوں سے ناپ سکتے۔ اور ان کا طول و عرض معلوم کر سکتے۔ تو پھر تو شائد سائنسدان واقعی زندگی کا ایسا نمونہ پیش کر سکتے تھے۔ جو دل و دماغ کے بے انتہا ارتقا میں ممد و مددگار ہو سکتا۔ لیکن جس بحر بیکراں کا طول و عرض معلوم کرنا ہمارے سائنسی علوم کی حدود سے باہر ہے۔ اس کے لئے نشان راہ تجویز کرنا کسی سائنسدان کا کام نہیں۔ بلکہ یہ کام اس ہستی کا ہو سکتا جو اس بیکرانی پر حاوی ہو سکتی ہے۔ اقبال مرحوم نے انسان کی شائد اسی ناکامی کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

تو ہے محیط بیکراں میں ہوں ذرا سی آبجو
یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بے کنار کر

ہم نے کل اپنے اداریہ میں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات پیش کی تھیں اور دعویٰ کیا تھا کہ جو اعلان قرآن کریم نے ان آیات میں انسانی زندگی کے متعلق فرمایا ہے وہ ہکسلے کے علم حیاتیات کے نتائج سے زیادہ شاندار اور عظیم ہے وہ آیات حسب ذیل ہیں۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات فلھم اجرٌ غیر ممنون۔

یعنی ہم نے انسان کو بہترین اندازہ میں پیدا کیا ہے پھر ہم نے اس کو پست ترین حالتوں کی طرف لوٹا دیا سوا ان کے جو ایمان لائے۔ اور جنہوں نے اچھے عمل کئے ان کے لئے نہ ٹوٹنے والا اجر ہے۔

یہ کسی سائنسدان کا قول نہیں ہے بلکہ ایسی ہستی کا قول ہے جو خود بیکراں ہے۔ وہ یہ بات کہ انسانی حیات مجموعی طور پر ہمارے پیشکردہ نمونہ حیات پر عمل کر کے غیر ممنون یعنی بے انتہا ترقی کر سکتی ہے۔ ایسی ہستی کے منہ سے ہی سجتا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اس نے ہی انسان میں وہ امکانات رکھے ہیں جو بے انتہا ترقی کے حامل ہیں جو غیر ممنون ہے بے انتہا ہے جس کی کوئی نہایت نہیں۔

ہم نے کل اپنے اداریہ میں عرض کیا تھا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے ایک انسان نے یہ آیات اللہ دنیا کے سامنے یہ کہہ کر پیش کی تھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس ہستی کا کلام نہیں ہے جو خود بیکراں ہے۔ کیا جو چیز اور جس شان سے وہ پیش کی گئی ہے خود اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ واقعی کوئی ہستی بیکراں موجود ہے۔ جس نے بیکراں امکانات ترقی انسانی دل و دماغ میں خود رکھے ہیں۔ اور جس راہ ارتقا پر جادہ پیما ہونے کے لئے وہ خود ہی زندگی کا ایک ایسا نمونہ پیش کرتا ہے۔ کہ جو بڑے سے بڑے سائنسدانوں کے امکان سے باہر ہے۔ کیا یہ

"آفتاب آمد دلیل آفتاب"

کی بین مثال نہیں ہے؟

کیا یہ اس بات کا بین ثبوت نہیں ہے کہ زندگی کا جو نمونہ قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ وہی زندگی کا بہترین نمونہ ہے۔ اور سائنسدان لاکھ سر پٹکیں قیامت تک وہ نمونہ حیات پیش نہیں کر سکتے۔ جس کو مسٹر ہکسلے "مذہب" کا نام دیتے ہیں۔

مسٹر ہکسلے نے جو کچھ "مذہب" کے متعلق فرمایا ہے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے سراب کو حقیقی سمندر سمجھ لیا جائے۔ بے شک وہ سراب کو دیکھ کر سمندر کا کسی قدر تصور تو پیش کر سکتے ہیں۔ مگر سراب سراب ہی ہے کسی طرح اس کو حقیقی سمندر میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقی سمندر حقیقی سمندر ہی ہے۔ اور جب تک ہم اس سمندر کے خالق کے بتائے ہوئے نشانوں پر یعنی زندگی کے اس نمونہ کو اختیار نہیں کریں گے۔ جو اس کے خالق نے متعین کیا ہے۔ اس وقت تک ہم اپنے علوم کی بنا پر زندگی کے لاکھ نمونے بنائیں۔ وہ ہوائی قلعوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھ سکتے۔

تبصرہ

تذکرۃ الشہادتین معہ رسالہ عربی و علامات المقربین

یہ کتاب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نہایت ایمان افزا جوش عمل دلانے والی لطیف اور پر معارف تصنیف ہے۔ جسے حضور نے اواخر ۱۹۰۳ء میں حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابل مولوی عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ شہدا کابل کی شہادت کے بعد تحریر فرمایا ہے

یہ کتاب اپنے نام کی طرح دو رسالوں میں [illegible] گذشتہ ملیہ میں حضور نے شہدا کابل کے دردناک واقعات شہادت کو بیان فرمایا ہے۔ اور بعض الہامات و کشوف وہ تفصیلات درج فرمائی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت ان واقعات کے متعلق آپ پر منکشف فرما دی تھیں۔ اور دوسرے رسالہ میں جو عربی زبان میں ہے۔ اور علامات المقربین کے نام سے ساتھ شامل ہے۔ اس میں حضور نے مقربان بارگاہ الٰہی کی علامات اور اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

کتاب کی ابتداء میں حضور نے حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کی قادیان میں آمد کا ذکر کرتے ہوئے اختصاراً نہایت دلاویز رنگ میں اپنے دعوے اور ان کے دلائل کا ذکر فرمایا ہے۔ جن سے متاثر ہو کر شہید مرحوم جیسی پاک ہستی بھی آپ کے آستانہ پر آگری تھی اس ضمن میں حضور نے خاص طور پر وہ سولہ مشابہتیں بڑی تفصیل سے درج کی ہیں جو بتعریفات الٰہی کے مطابق آپ میں اور حضرت مسیح ابن مریم میں ہیں۔ اور جو اس زمانہ میں آپ کی صداقت اور حقانیت پر ایک واضح ثبوت کا حکم رکھتی ہیں۔

موجودہ ایڈیشن کے صفحہ ۹۰ پر حضور نے "اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح" کے عنوان سے اصلاح نفس اور قربانی کے لئے نصائح اور ہدایات فرمائی ہیں۔ اور یہی وہ مضمون ہے جس کے آگے چل کر حضور نے وہ شاندار پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور جو آج بھی ہر طرف پوری ہوتی نظر آ رہی ہے کہ

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

قرآن مجید اور علوم جدیدہ

(از جناب چودھری محمد عبداللہ صاحب ڈائرکٹر فضلِ عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

سرچشمۂ علم حقیقی یعنی ذاتِ باری تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے انسان کی روحانی ضروریات کے لئے ہدایت عطا کرنے کا انتظام فرمایا ہے۔ اپنے برگزیدہ بندوں پر وہ اپنا کلام نازل کرتا ہے۔ اور انہیں بنی نوع انسان کی ہدایت و اصلاح پر مامور کرتا ہے۔ یہ ہادیانِ خلائق انسان کو مادی جھگڑوں کے فسادات سے نکال کر خالقِ کائنات کے آستانہ پر لے آتے ہیں۔ اور اس طرح دنیا میں فساد کی بجائے امن غلبہ پاتا ہے۔ اور انسان کی پیدائش کے مقصد کے حصول یعنی روحانی ترقی کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کا سب سے مصفّیٰ نمونہ قرآن مجید ہے۔ جس کی ہدایات کا اطلاق اب رہتی دنیا تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام لازماً ابدی صداقت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو قوتِ فکر بھی عطا کی ہے۔ اور انسان جب سے معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اسے اس ودیعت سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا رہا ہے۔ انسان میں کھوج کا مادہ اسے اسرارِ قدرت کے معلوم کرنے پر آمادہ کرتا رہا ہے۔ چنانچہ ایک طرف انسان نے قدرت کے پیدا کئے ہوئے سامانوں سے اپنی ضروریات کو پورا کرنا شروع کیا۔ اور دوسری طرف ایجادات اور فلسفہ کی بنیاد رکھی۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ توہمات میں گرفتار بھی ہوئے۔ اور "جادو" کا ڈھونگ بھی رچایا۔ تاہم پرانی انسانی تہذیبوں مثلاً بابل، مصر، ہندوستان، چین اور یونان کی تاریخوں سے ان کی علمی ترقی کے آثار ملتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض علوم نے ازمنۂ وسطیٰ تک یورپ پر گہرا اثر قائم رکھا۔ مسلمانوں نے بھی ان علوم سے استفادہ کیا۔ اور ان کو ترقی دی۔ حتیٰ کہ گذشتہ تین صدیوں کے اندر یورپ میں ایک علمی انقلاب کی بنیاد رکھی گئی۔ اور نہایت سرعت سے وہ علوم معرضِ وجود میں آ گئے۔ جو آج کل علوم جدیدہ کہلانے کے مستحق ہیں۔

علوم جدیدہ کی ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ ان کی بنیاد صحیح مشاہدہ پر رکھی گئی ہے۔ دنیا بھر کے ماہرین علوم ان مشاہدات کے نتائج پر کھنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ عملی لحاظ سے ان علوم کے شاندار نتائج بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے ظہور میں آئے ہیں۔ یہاں تک کہ بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجادات معرضِ وجود میں آ گئیں۔ ان علوم نے ایک نیا فلسفہ بھی پیدا کیا ہے اور اس فلسفہ کا ٹکراؤ بعض وجوہ سے مذہب کے ساتھ ہوا ہے۔ اس ٹکراؤ میں کئی ایک امور اثر انداز ہوئے۔ اس فلسفہ کے اول مخاطب اہلِ یورپ تھے۔ کیونکہ یہ علوم اسی جگہ پروان چڑھے تھے۔ اور وہاں کی اکثریت کا مذہب عیسائیت تھا۔ عیسائیت کی اس وقت اپنی حالت یہ تھی۔ کہ اس پر پادریوں کا بُری طرح تسلط تھا۔ گو بعض علاقوں میں "اصلاحی تحریکیں" بھی جاری ہو گئی تھیں۔ عیسائیت اس سے بہت پہلے سرچشمۂ روحانیت یعنی اللہ تعالیٰ کے مصفّیٰ کلام سے محروم ہو کر حقیقی روحانی اقدار کھو چکی تھی۔ پس عیسائیت نے اس فلسفہ کے مقابل تعصب کے اظہار سے کام لیا۔ گو بعد میں مجبور ہو کر اس کو اپنا موقف بدلنا پڑا۔ تاہم جو نقصان اس کے نتیجہ میں لازم تھا۔ وہ ہو کر رہا۔ اور علوم جدیدہ کی تاسیس مذہب کی مخالفت پر ہوئی۔

مذہب کی مخالفت کی رو جوان علوم کے ذریعہ پیدا ہوئی تھی۔ معقولیت کے نعرہ کے ذریعہ مضبوط ہوتی گئی۔ اس صورتِ حالات کو یورپ کے صنعتی انقلاب نے ہوا دی۔ صنعتی کارخانوں کے مزدوروں کی پست اقتصادی حالت نے دہریہ طبقہ کو دعوتِ عمل دی، اور کمیونزم کے بانی مارکس اور اینگلز بھی میدان میں اتر آئے۔ انہوں نے خلافِ مذہب فلسفہ کو سیاست کا سہارا دے دیا۔ مذہب اور جدید فلسفہ کی اس جنگ میں اسلام کو عملی طور پر میدان میں آنے کا موقع بہت بعد میں ملا۔ کیونکہ مسلمانانِ عالم خود اس وقت زبوں حالی کا شکار ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور حضورؑ نے قرآن مجید کے علمِ کلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے تازہ نشانات بھی اس کی تائید میں پیش فرمائے۔

نئے فلسفہ کو حقیقت میں مذہب سے پرخاش کی کوئی وجہ نہ تھی۔ کیونکہ حقیقی روحانی اقدار کا حامل مذہب اپنی بنیاد اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی اس کے قول پر رکھتا ہے۔ اور نیا فلسفہ جسے سائنس کا فلسفہ بھی کہا جاتا ہے۔ قانونِ قدرت یعنی اللہ تعالیٰ کے فعل پر مدار رکھتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قول اور اس کا فعل لازماً تطابق رکھتا ہے۔ بعض دُور اندیش ماہرینِ سائنس نے بھی اس کا احساس کیا ہے۔ اور اپنے دامن کو مذہب پر حملے کرنے سے بچایا ہے۔ تاہم جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ سائنس کے مذہب پر حملہ کی بڑی وجہ عیسائیت کا ابتدائی نامعقول ردِ عمل ہے۔ چنانچہ ۱۶۰۰ء میں ایک فلسفی گیارڈو برونو کو عیسائی چرچ نے زندہ آگ میں جلا دیا۔ اسی طرح ہزارہا انسانوں کو اختلافِ عقیدہ پر "جادوگری" کا الزام دے کر زندہ جلا دیا گیا۔ مگر یہ سب کچھ تعصب اور اندھی تقلید کا نتیجہ ہے۔ جو عیسائیت کا ان دنوں خاصہ تھا۔ مذہبِ صحیح تو قوانینِ قدرت کے مطالعہ کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور اختلافِ عقیدہ بھی ہو۔ تو قرآن مجید لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کی تعلیم دیتا ہے۔ یعنی دین میں جبر کی گنجائش نہیں۔

قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کی یہ ایک زبردست دلیل ہے۔ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دیئے ہوئے تحقیق و تدقیق کے مادہ کے نشوونما کی تائید کی ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے مطالعہ قدرت کی بار بار تلقین کی ہے۔ روحانی ترقی کا تقاضہ بھی یہ ہونا چاہیئے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ اور ابلغ نظامِ عالم کے مطالعہ سے اپنے ایمان کے لئے بصیرت کی بنیاد قائم کرے۔ قرآن مجید میں حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اسی لئے یہ آیت آئی ہے۔ کہ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو اور حضورؐ کی امت کو بصیرت پر مبنی ایمان عطا فرمایا ہے۔ پس قرآن مجید کا مسلک مطالعۂ قدرت کے معاملہ میں عیسائیت کے تاریخی مسلک سے بالکل جدا ہے۔ قرآن مجید مطالعۂ قدرت کو مومن کی روحانی ترقی کا ایک ذریعہ قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اسی ذریعہ سے انسان کی بصیرت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ پھر قرآن مجید یہ چیلنج بھی کرتا ہے۔ کہ:-

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۔ (الملک)

اس ارشادِ باری کی تائید موجودہ سائنس کی مستند کتب سے ہوتی ہے اور لطف یہ ہے۔ کہ آیت کا آخری حصہ خصوصیت سے آجکل کی سائنٹیفک تھیوری کے اس حصہ پر صادق آتا ہے۔ جو مادہ کی بنیادی اینٹوں یعنی ایٹم کے اندرونی ذرات کا مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ ان شاء اللہ آگے چل کر تفصیل سے بیان ہوگا۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید کے ارشادات نمونۃً درج کئے جائیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مطالعۂ قدرت کی تلقین فرمائی ہے اور اسے مومنین کا ایک خاصہ قرار دیا ہے۔ اور اسے بصیرت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یونس ع ۱۰) قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (العنکبوت ع ۲) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران ع ۲۰) اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ۔ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ۔ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ۔ فَذَكِّرْ۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ (الغاشیہ)

قرآن مجید کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے۔ کہ قرآن مجید پر تو یہ اعتراض ہرگز وارد نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ مطالعۂ قدرت یا علمی ترقی کے خلاف ہے۔ بلکہ معاملہ اس اعتراض کے برعکس ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ہی وہ الہامی کتاب ہے۔ جس نے مطالعۂ قدرت کو ضروری قرار دیا ہے۔ دوسری کتب اس معاملہ میں ساکت و صامت ہیں۔ قرآن مجید نے جا بجا مظاہرِ قدرت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور قوانینِ قدرت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور کارخانۂ قدرت کی باریک در باریک حکمتوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدہ کے لئے بے شمار چیزیں زمین پر مہیا کی ہیں۔ پھر ہواؤں کے ذریعہ بارش کا انتظام کیا ہے۔ زمین میں سے روئیدگی پیدا کی ہے۔ اور انسان کو فصلیں اگانے کی توفیق دی ہے۔ دھاتوں کا استعمال سکھایا ہے۔ انسان کو لباس حاصل کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ اور لامتناہی ترقیات کا میدان اس کے لئے کھلا چھوڑا ہے۔ اس کے لئے سمندر اور ہوا کو مسخر کیا ہے۔ ہوا فضا کے لئے عام لفظ بھی ہے۔ اور فضاء میں برقی مقناطیسی لہروں پر سوار ہو کر ہماری آواز کا دور دراز علاقوں میں پہنچنا اس کے مسخر ہونے کی ہی دلیل ہے۔ اسی طرح اور متعدد قسم کی لہریں انسان کی خدمت کے لئے دریافت ہوئی ہیں۔ مثلاً ایکس رے۔ بنفشی لہریں۔ ماورائے احمر لہریں۔ بالا بنفشہ لہریں۔ روشنی اور گرمی کی لہریں وغیرہ۔ غرضیکہ قرآن مجید کے اس اسلوبِ بیان سے صاف اور واضح ہے کہ یہ کلام حقیقۃً صانعِ قدرت کا اپنا کلام ہے۔ اور یہ بڑا ظلم ہوگا۔ کہ مظاہرِ قدرت کے نام پر اللہ تعالیٰ کے کلام پر کوئی اعتراض وارد کرنے کی کوشش کی جائے۔

بعض لوگ مذہب پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مذہب Dogmatic ہوتا ہے۔ ان کی مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ مذہب جا و بیجا طور پر تحکم سے کام لیتا ہے۔ ان لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ جہاں تک انسان کے مقصدِ پیدائش کے حصول کا سوال ہے۔ سرچشمۂ روحانیت کی ہدایت اگر Authoritative یعنی مستند اور مستحکم نہ ہو۔ تو ہدایت کا فائدہ ہی کیا ہے۔ البتہ اگر یہ مفہوم لیا جائے۔ کہ مذہب عقل کے استعمال کے خلاف ہے۔ تو یہ اعتراض خلافِ واقعہ ہے۔ قرآن مجید نے بار بار تکرار کی ہے۔ کہ لوگو! تدبر سے کام لو۔ فکر سے کام لو۔ غور کرو۔ سمجھو۔ بصیرت حاصل کرو۔ پس قرآن مجید نے روحانی امور کے بارے میں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے باوجود مزید علم کے حصول کی انسان کو رغبت دلائی ہے۔ دراصل سائنس کا کام مشاہدہ کر کے قوانینِ قدرت معلوم کرنا ہے و بس۔ ان قوانین پر بحث کر کے فلسفہ پیش کرنا حقیقۃً در ان کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔ اور ایسے فلسفہ

کے پیش کرنے میں ان کو وہ استناد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو انہیں مشاہدات کے نتائج پیش کرنے میں حاصل ہو سکتا ہے۔ پس دیکھا جائے۔ تو خود سائنٹیفک فلسفہ پیش کرنے والے Dogmatic کے خطاب کی زد میں آتے ہیں۔ اگر وہ اس فلسفہ کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینے لگیں۔ اور اسے اس کے صحیح مقام پر نہ رکھیں۔ تو اس کے عدم قبول کی ذمہ داری خود ان پر ہے۔

مشاہدہ کی کیفیت بھی ایک دلچسپ بحث ہے۔ انسان کے حواسِ خمسہ حدود کے اندر کام کرتے ہیں۔ ایک حد کے بعد انسان مشاہدات کے لئے آلات سے مدد لیتا ہے۔ مگر خود آلات بھی اپنی صحت کے لئے حدبندی رکھتے ہیں۔ اور مشاہدہ کی صحت پر آلے کی صحت اثر انداز ہوتی ہے۔ پس مشاہدہ کے نتائج من کل الوجوہ خارجی حیثیت نہیں رکھتے۔ چنانچہ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے طبیعی مشاہدات میں احتمال Probability کے عمل کا وجود بھی آیا ہے۔ اور اصول ریاضی کے رنگ میں بھی بعض دو المحتمل نتائج نکالنے سے آگے کھلے کا قدم اٹھانا محال قرار دیا گیا ہے بشلا کوانٹم [illegible] ایٹم کے اندر [illegible] ذرات یعنی الیکٹران وغیرہ کی نقل و حرکت سے بحث کرتے ہیں۔ ایک مقام پر آکر الیکٹران کے جسمیہ ہونے اور لہر ہونے کا قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اور اس بر ہائزن برگ (Heisenberg) کے نظریۂ عدم یقین (Principle of uncertainty) کی بنیاد ہے۔ وہی جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ینقلب الیک البصر خاسئًا وھو حسیر۔ گو یہ اقدام کہ الیکٹران کی اندرونی حقیقت میں جھانکا جائے۔ خلق الرحمٰن میں تفاوت دیکھنے کے مترادف تو نہیں۔ تاہم انسان مادہ کے رازہائے سربستہ کو کھولنے میں اپنی حدبندی کے احساس کی شدت آج سے پہلے اتنا محسوس نہیں کرتا تھا۔ اور الیکٹران کو ایک پہلو سے لہر قرار دینے سے بڑھ کر کوئی یقینی امر معلوم کرنے سے قاصر ہے۔

قرآن مجید اور علوم حاضرہ کے درمیان اگر کوئی اختلاف نظر آئے۔ تو اس کی وجہ ایک تو یہ ہو سکتی ہے کہ اختلاف دیکھنے والے شخص کو قرآن مجید کا مطلب سمجھنے میں غلطی لگی ہے یا پھر علوم حاضرہ کا اصول صحیح شکل میں پیش نہیں کیا جا رہا۔ یہ بھی ایک وجہ اس اختلاف کی ہو سکتی ہے۔ کہ خود سائنس کا اصل ابھی ارتقاء کے تمام منازل طے نہ کر سکا ہو۔ کیونکہ سائنٹیفک اصول اور نظریات بھی ارتقاء کے ماتحت تکمیل پا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر نیوٹن کے نظریہ میکانیات جو آج بھی ریاضی اور انجینئرنگ کے مسائل میں بلا روک ٹوک استعمال ہو رہا ہے۔ دراصل آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کا ایک خاص پہلو ثابت ہوا ہے۔

نیوٹن کا نظریہ بہت پہلے کا ہے۔ اس لئے آئن سٹائن کا نظریہ نیوٹن کے نظریہ کی ارتقائی صورت ہے۔ اس طرح سائنس کی تھیوریاں روز بروز اصلاح پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

سائنس کے نظریات کی تبدیلی کی ایک مثال ہمارے لئے بہت دلچسپ ہے۔ یہ امر اکثر لوگ جانتے ہیں۔ کہ نیوٹن کے زمانہ سے "بقائے مادہ" کا نظریہ شروع ہوا۔ بعد میں جول (Joule) کے تجارب نے "بقائے توانائی" کا نظریہ بھی پیدا کر دیا۔ آئن سٹائن نے نظریۂ اضافیت کے نتیجہ میں ثابت کیا ہے۔ کہ مادہ اور توانائی درحقیقت ایک ہی شے ہیں۔ اس لئے مادہ [illegible] توانائی کی شکل اختیار کرتا ہے۔ توانائی کا بھی جسم اور وزن ہوتا ہے گو کائنات میں توانائی کی ناکارگی (Entropy) بڑھتی جاتی ہے۔ یعنی توانائی کی مجموعی مفید شکل کم ہو رہی ہے۔ پس اس نظریہ کے ماتحت بقائے "مادہ اور توانائی" کا اکٹھا اصول قائم ہو گیا ہے۔

حال ہی میں "پاکستان جرنل آف سائنس" کے اپریل ۵۴ [illegible] میں مکرم پروفیسر عبدالسلام صاحب کا ایک مضمون "Cosomological Theory" [illegible] شائع ہوا ہے اس نظریہ میں کائنات کی ابتدا، بناوٹ اور وسعت کی بحث ہوتی ہے۔ اس مضمون میں کائنات کے پھیلاؤ اور ماہرین فلکیات کے کائناتی ماڈلوں کا ذکر ہے۔ مختصر یہ کہ متعدد مسلسل مشاہدات کے نتیجہ میں یہ مفروضہ [illegible] کیا گیا ہے۔ کہ کائنات پھیل رہی ہے۔ کیونکہ کائنات کے جتنے سحاب (Nebulae) معلوم ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے دور ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اس مفروضہ کی بنا پر کیمبرج کے ماہرین کونیات نے تازہ ترین ماڈل کائنات کا تجویز کیا ہے۔ ان سائنسدانوں کے نام بانڈی گولڈ اور ہائل ہیں۔

سب سے دلچسپ امر ان کے نظریہ میں یہ ہے۔ کہ چونکہ کائنات کے مسلسل پھیلاؤ کے باوجود کائنات کی اوسط کثافت میں فرق نہیں آ رہا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مادہ نیست سے ہست ہو رہا ہے۔

اب یہ نظریہ ایک طرف تو اصول بقائے "مادہ اور توانائی" کی ہمہ گیری کو لے ڈوبا ہے۔ اور دوسری طرف قرآن مجید کے بیان کردہ اصل کی زبردست تائید ہے۔ قرآن مجید ہندو مذہب وغیرہ کے نظریہ کے خلاف روح اور مادہ کو حادث مانتا ہے۔ روح کو اسلام مادہ کی ایک ارتقائی شکل اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قرار دیتا ہے۔ پس اصل سوال مادہ کا ہے۔ پس جب یہ نیست سے ہست ہو رہا ہے۔ تو یہ حادث ہے۔ قرآن مجید کے ارشادات مادہ کے حدوث کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہیں۔ فرماتا ہے:۔

قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار (رعد ع ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے۔ ایسا خالق کہ وہ واحد بھی ہے۔ اور قہار بھی۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تقاضا ہے۔ کہ صرف اسی کی ہستی قائم بالذات ہو۔ اور ماسوی اللہ کو ابتداءً نیست سے ہست کیا ہوا قرار دیا جائے۔ اور اس کی قہاریت کا تقاضا ہے۔ کہ اس کا قبضہ و تصرف ہر شے پر کامل و مکمل ہو۔ پس ماسوی اللہ قائم بالذات نہیں ہو سکتے بلکہ وہ حادث ہیں۔ اور ایک وقت نیست سے ہست ہوئے ہیں۔

پھر قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

لا الٰہ الا ھو کل شیء ھالک الا وجھہ۔ (قصص ع ۹)

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے فانی ہے۔ پس ماسوی اللہ قائم بالذات یا قدیم مطلق نہیں۔ پس وہ حادث ہیں۔ فاقرءوا ان شئتم قول اللہ تعالیٰ۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا (الدھر ع ۱)

بقائے "مادہ اور توانائی" بانڈی۔ گولڈ اور ہائل کے نظریات سے کلی طور پر رد نہیں ہوتا۔ کیونکہ دنیا کے [illegible] عام حالات میں یہ اصول بڑی صحت کے ساتھ مشاہدہ میں آیا ہے۔ اور اس پر [illegible] کیمیا۔ طبیعات۔ ریاضی اور انجینئرنگ کا دارومدار ہے۔ [illegible] کے ماتحت جو مادہ معرض وجود میں آ رہا ہے۔ وہ نہایت قلیل مقدار میں ہے۔ اور ایک استثنائی قانون کا رنگ رکھتا ہے۔ عام اصول روزمرہ کی زندگی میں بقائے "مادہ اور توانائی" کا ہی استعمال ہوگا۔ دراصل یہ امر بھی قرآن مجید کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قد جعل اللہ لکل شیء قدرا (الطلاق رکوع ۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر فرمایا ہے۔ اور اسے قوانین قدرت کے ماتحت رکھا ہے۔ دراصل یہ امر مسئلہ تقدیر کا ایک حصہ ہے۔ قوانین قدرت کے اجراء کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر میں تقدیر عام و خاص طبعی اور تقدیر عام و خاص شرعی شامل ہے۔ اس کی تفصیل کا بیان موقع نہیں۔ مگر یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ تقدیر پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے۔ تقدیر کے ہر پہلو پر ایمان لانا انسانی [illegible] ہے مثال کے طور پر جو شخص تقدیر عام و خاص طبعی پر یقین نہیں رکھتا وہ دنیا کی کسی چیز سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ مثلاً جو شخص زراعت کے متعلق قوانین قدرت سے لاپرواہی کرے گا۔ وہ ہرگز اچھا زمیندار نہیں بن سکتا۔ یہی حال تقدیر شرعی کا ہے۔ قوانین شریعت و روحانیت کا لحاظ نہ رکھنے سے انسان کی روحانیت تباہ ہوگی۔ پس تقدیر عام طبعی کے ماتحت ہم بقائے "مادہ اور توانائی" کے اصل کو دیکھ سکتے ہیں۔ جو اپنے دائرہ کے اندر کام کرتا ہے۔ اور حدوث مادہ کے اصل کو تقدیر خاص طبعی کے ماتحت لائیں گے۔ جو اپنے دائرہ کے اندر کام کرتا ہے۔ اور یہ دونوں اصل اللہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت پر شاہد ہیں۔ اور مومن کے لئے ازدیادِ بصیرت کا باعث ہیں۔

(بشکریہ الفرقان)

خریداران روزنامہ المصلح کراچی

کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ لوکل ایجنٹ خالد لطیف صاحب نے ایجنسی کا بل تاحال ادا نہیں کیا۔ حالانکہ بذریعہ اخبار تین بار یہ اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ ۱۸ تک رقم دفتر روزنامہ المصلح میں آجانی چاہیئے۔ دفتر نے ان تک پہنچنے اور توجہ دلانے کی سعی کی۔ لیکن پھر بھی انہوں نے بل ادا نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ہمیں کوئی اطلاع اس بارہ میں دی ہے۔ چونکہ رقم کافی تھی۔ اس وجہ سے مزید پرچہ دینا روک دیا گیا۔ لہٰذا بغرض اطلاع احباب کرام تحریر ہے۔ کہ پرچہ تو شائع ہو رہا ہے۔ آپ اپنے ایجنٹ کو مجبور کریں۔ کہ وہ رقم ادا کرے۔ تاکہ پرچہ کی سپلائی بند نہ ہو۔

(خاکسار منیجر المصلح کراچی)

مجاہدین تحریک جدید توجہ فرمائیں

(بقیہ صفحہ ۵)

ماہ کی آمد پر آجائے۔ لیکن ایسا ہرگز نہ ہو۔ کہ ایسے "سابقون الاولون" اتنی نمایاں کمی کریں۔ کہ یکدم ایک ماہ کی آمد پر آجائیں۔ اس سے تحریک جدید کو بہت دھکا لگے گا۔

(۷) پس ہر سکرٹری تحریک جدید۔ ہر قائد یا زعیم خدام الاحمدیہ۔ پریذیڈنٹ۔ ہر سکرٹری مال اور ہر بارسوخ دوست جس کی جماعت یا عہدہ دار تحریک جدید کے اہم کام کو پیچھے ڈالتے جاتے ہوں وہ خود وعدوں کی فہرست مکمل کر کے حضور کی خدمت میں پیش فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور وہی عہدہ دار ہیں۔ جو کام کر کے ثواب حاصل کریں۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

میاں عبدالحمید صاحب ولد مولوی عبدالقادر صاحب حیدر[illegible] جو نیشنل بنک مری روڈ راولپنڈی میں اکونٹنٹ تھے۔ ان کا موجودہ ایڈریس مطلوب ہے۔ جو دوست ان کے موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں۔ یا اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں۔ تو اپنے موجودہ ایڈریس سے مطلع فرما دیں۔ (نظارت بیت المال)

جماعت سنگاپور کے ایک مخلص رکن کی وفات

از مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب مبلغ سنگاپور

احباب کو یہ معلوم کر کے افسوس ہوگا۔ کہ سنگاپور کے ابتدائی چند احمدیوں میں سے ایک دوست مکرم حاجی ارشد بن حاجی احمد گستی ۱۳ر نومبر ۱۹۵۳ء بروز جمعۃ المبارک قریب ۵۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم عرصہ سے مرض ذیابیطس میں مبتلا تھے۔ وفات سے چار ماہ قبل بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ علاج پر ہزاروں ڈالر خرچ آئے۔ لیکن تقدیر کے سامنے تدبیر کی کچھ پیش نہ گئی۔ خدا تعالیٰ کا بلاوا آچکا تھا۔ جس کی تعمیل ایک ضروری امر تھا۔

مرحوم ان خوش قسمت انسانوں میں سے تھے۔ جن کے مرنے کے بعد اپنے اور بیگانے ان کی خوبیوں کو یاد کر کے غم کھاتے ہیں۔ شرافت، سخاوت، مہمان نوازی، غریب پروری اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ایسی خوبیاں تھیں۔ جن کی وجہ سے جماعت کا ہر فرد ان کی وفات کے صدمہ کو شدت سے محسوس کرتا اور اسے جماعتی نقصان سے تعبیر کر رہا ہے۔ اکیلے کھانا ان کی طبیعت کے خلاف تھا۔ اکثر غریب دوست کھانے میں ان کے ساتھ شامل رہتے تھے۔ جب جماعت کا کوئی مہمان آتا اس کی دعوت کا خاص اہتمام کرتے اور کسی نہ کسی غریب کو بھی ضرور شامل کر لیتے۔ پچھلے سال جب جماعت کی مالی حالت کے نازک ہونے وجہ سے ہمارے بجٹ میں تخفیف ہوئی اور مہمانوں کا بجٹ برائے نام رہ گیا۔ تو اس مشکل سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہم نے انہیں سیکرٹری ضیافت منتخب کر لیا۔ آپ نے اس بوجھ کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور باحسن طریق اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے

ایک اور بہت بڑی خوبی ان میں یہ تھی کہ باوجود لڑکے اور لڑکیاں ہونے کے انہوں نے ایک چینی بچی پال رکھی تھی۔ اس کے کھانے پینے پہننے اور تعلیم کا ویسا ہی انتظام تھا۔ جیسا کہ اپنی حقیقی بچی کا۔ میں دیکھا ہے ان کی سات سالہ حقیقی لڑکی سے پالی ہوئی دس سالہ لڑکی بعض اوقات بعض چیزیں چھین لیتی۔ پر اسے محبت سے سمجھاتے کہ دیکھو یہ تمہاری چھوٹی بہن ہے اس سے اچھا سلوک کرو۔ وہ اپنے بچپن کی وجہ سے نہ مانتی تو اپنی لڑکی کو روتی ہوئی دیکھ کر بھی اس پر سختی نہ کرتے

جماعت کو جب سائیکلوسٹائل پر ٹریکٹ وغیرہ چھاپنے ہوتے تو اکثر وہ کاغذ وغیرہ سامان اپنا ہی خرچ کرتے اور جماعت سے وصول نہ کرتے مولانا محمد صادق صاحب کی تیار کردہ کتاب "ارکان اسلام" کے جو جماعت کی تعلیم کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔ تمام اخراجات انہوں نے خود برداشت کئے۔

محترمی مولانا محمد صادق صاحب نے جب قرآن مجید کے ملائی ترجمہ شروع کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ترجمہ کرنے کے لئے کاغذ اور پارکر ۵۱ مکرم مولوی صاحب کو پیش کیا۔ جب جماعت نے (The Peace) نامی انگریزی رسالہ جاری کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے اس کی پہلی اشاعت کا تمام خرچ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ رسالہ کے لئے ڈیکلریشن نہ ملنے پر جب مختلف اوقات میں کتابچے شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ تو اس کی پہلی اشاعت The Existence of God and the Holy Quran کے اخراجات اٹھانے کا انہوں نے وعدہ کیا آخری بار جب میں ہسپتال میں ان سے ملا تو انہوں نے جماعت کی لائبریری کیلئے عہدنامہ قدیم اور جدید کا ملائی ترجمہ دیا غرضیکہ انہیں جماعت کا بہت خیال رہتا تھا اور کسی تحریک میں پیچھے رہنا انہیں گوارا نہ تھا۔

بالآخر میں احباب سے حاجی صاحب مرحوم کے درجات کی بلندی، ان کی اہلیہ محترمہ اور بچے کے ازدیاد ایمان اور دیگر بچوں اور رشتہ داروں کے احمدیت کے نور سے منور ہونے کے لئے دردِ دل سے دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔

درخواست ہائے دُعا

مولوی مبارک احمد صاحب ساقی مبلغ افریقہ کی والدہ محترمہ اور میری اہلیہ عرصہ تقریباً آٹھ ماہ سے علیل ہیں کمزوری حد سے بڑھ گئی ہے۔ میرپور سول سرجن نے بھی بعد از علاج جواب دیا۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

منشی فضل الدین چک ۳۳ دھاروالی براستہ سانگلہ ضلع شیخوپورہ

(۲) میرا چھوٹا بھائی عزیزی میاں احمد جناب کافی عرصہ سے بیمار ہے۔ اور بخار نہیں اترتا۔ نیز میری بھتیجی سعیدہ اختر عباسی بھی بیمار ہیں۔ اور کافی پریشانیاں در پیش ہیں۔ بزرگانِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار خورشید عباسی۔ دواخانہ جلیل قلعہ شیخوپورہ

(۳) ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے کہ میرے گھر والوں کو شدید کھانسی اور سانس کی شکایت ہو گئی ہے۔ خصوصاً رات کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بہت دیر تک نیند نہیں آتی اور تکلیف رہتی ہے ہومیو پیتھک علاج ہو رہا ہے احباب دردِ دل سے دعائے صحت فرماویں۔ جزاکم اللہ

محمد یامین تاجر کتب آف قادیان ربوہ ضلع جھنگ

تحریک جدید کے چندہ کا معیار

قابل توجہ عہدیداران و مجاہدین

فرمایا:-

"میں بار بار جماعت سے یہ کہتا رہا کہ یہ تحریک دراصل ہمیشہ کے لئے ہے۔ ایک سے تین اور تین سے دس اور دس سے بیس جو ہوئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی ایک تدبیر تھی۔ تا تم پیچھے نہ ہٹ جاؤ"۔

"مگر جماعت کے بعض افراد نے یہ سمجھا۔ کہ اصل ۱۹ سال ہی ہیں۔ اور جب میں نے دوسرے دور کا اعلان کیا۔ تو وہ چپ کھڑے ہیں۔ اور وعدہ ان کی زبان سے نہیں نکلتا"

دفتر اول اور دفتر دوم کے وعدوں میں ابھی بدستور کمی جاری ہے۔ حالانکہ دفتر وکیل المال عہدہ داران اور احباب کرام کو ایک چٹھی کے ذریعہ اور اس کے ساتھ فارم وعدہ بھی ارسال کر کے توجہ دلا چکا ہے۔ لیکن وعدوں میں قابل ذکر فرق نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر جماعتوں نے وعدوں کی فہرستیں نہیں بھیجی ہیں۔ پس امیر جماعت یا پریذیڈنٹ، سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری مال، خدام الاحمدیہ قائد اور زعماء اور بارسوخ احباب اس پر فوری توجہ فرما دیں تا تحریک جدید کے جہاد کبیر کو دور ثانی کا کانٹے بدلنے کے سبب دھکا نہ لگے۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ شان و شوکت سے تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کا کام ہو۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۸ر دسمبر کے خطبہ اور اس کے بعد کے ارشادات میں تحریک جدید کے چندہ کا جو معیار مقرر فرمایا ہے۔ وہ عہدہ داران اور احباب کی آگاہی اور عمل کے لئے یہاں دیدیا جائے چنانچہ فرمایا

وعدوں کا معیار

ہر احمدی جو دفتر اول میں شامل ہے یا دفتر دوم میں شامل ہے۔ یا اب شامل ہوگا۔ اس کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذیل کے ارشادات پر گامزن ہو کر رضاء الٰہی حاصل کرنا چاہیئے۔

(۱) اگر کوئی شخص اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف حصہ دیتا ہے۔ مثلاً اس کی سو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ تو وہ پچاس روپیہ وعدہ لکھوا دے۔ تو سمجھا جائیگا۔ کہ اس نے اچھی قربانی کی ہے۔

ظاہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے چندہ کی شرح ہر احمدی کا ماہوار آمد کا نصف حصہ سالانہ ادا کرنا مقرر فرمایا ہے اب ہر وعدہ لینے والے کا فرض ہے کہ اپنی جماعت کے احباب کو بار بار اچھی طرح یہ ذہن نشین کر دے کہ تحریک جدید کی بیرونی ممالک کی تبلیغ کے پیش نظر عام حالات میں اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف حصہ سال میں پورا کرنے کا وعدہ لکھوا دیں اور اسے ادا کریں۔ اور یہ آپ کی طرف سے اچھی قربانی ہوگی۔ اگر کوئی شخص اس معیار سے کم کا وعدہ کرتا ہے تو اس سے وعدہ لینے سے انکار نہیں کیا جانا چاہیئے وعدہ لے لیا جائے۔ اور اسے سمجھایا جائے کہ آپ اپنے معیار قربانی کو ادائیگی کے وقت بھی بلند کر سکتے ہیں۔ اور آئندہ کوشش کرتے جائیں کہ آپ کا وعدہ جلد ہی اس معیار پر آجائے۔

(۲) اگر کوئی شخص ایسے حالات رکھتا ہے اور اس کا ایمان و اخلاص ہے کہ میں اس سال میں ایک ماہ کی پوری آمد دے سکتا ہوں۔ تو وہ عام حالات میں ایک ماہ کی آمد دے دے۔

(۳) یہ معیار ہر احمدی کے لئے ہے۔ خواہ کوئی دفتر اول کا ہو۔ یا دفتر دوم کا۔

(۴) دفتر اول میں کچھ ایسے احباب ہیں جو اس معیار سے نیچے دے رہے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اب دفتر اول کے دور ثانی کے پہلے سال سے تو عام معیار آمد کا نصف دے لیں۔ اس وجہ سے دفتر اول کے فارم میں بھی "ماہوار آمد" کا خانہ بڑھا دیا گیا جو سب کے لئے پُر کرنا ضروری ہے۔ جو فارم پر وعدے نہ ارسال کریں۔ وہ وعدہ کے ساتھ ہر ایک کی "ماہوار آمد" ضرور لکھیں۔ لیکن دفتر دوم میں اکثر ایسے احباب پائے جاتے ہیں جو صرف پانچ روپیہ والی شرط پوری کر رہے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ان پر تو تحریک جدید کا اب سارا بوجھ آرہا ہے۔ انہیں کم سے کم ایک ماہ کی آمد کے نصف سے تو کم نہ ادا کرنا چاہیئے۔ اگر وہ ایک ماہ کی پوری آمد دیں تو سابقون الاولون کے لئے خاص معیار نے یہ فرمایا۔ یہ انکی غیر معمولی اور نمایاں قربانی ہوگی

(۵) "دفتر اول کے سابقون الاولون"

وہ جو دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ اور چھ چھ ماہ کی قربانی کرتے رہے ہیں۔ ان کے لئے اتنی قربانی کرنا درحقیقت اب بوجھ ہے اسے ہر شخص نہیں اٹھا سکتا ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ بغیر اولاد کے ہوں یا اپنے اخراجات کفایت سے کرتے ہوں۔ انکو مستثنیٰ سمجھا جا سکتا ہے وہ اگر چاہیں تو اپنی قربانی کو اس معیار پر رکھیں۔ لیکن باقی لوگوں کے لئے جنہوں نے پہلے سالوں میں بہت زیادہ قربانی کی ہے

(۶) میری تجویز یہ ہے کہ وہ اپنے "معیار قربانی" کو گرا دیں۔ مگر یکدم گرانے سے چونکہ بجٹ کو نقصان پہنچے گا اس لئے یکدم نہ گرائیں بلکہ ہر سال دس دس فیصدی کمی کرتے جائیں۔ بھول نہ جائیں کہ کمی کرنے کی رعایت صرف اور صرف دفتر اول کے بھی ان مجاہدوں کو ہے جو ایک ماہ کی آمد دینے کی بجائے دو ماہ سے لیکر چھ چھ ماہ تک ماہوار آمد کی قربانی کرتے رہے ہیں وہ اب اس رعایت سے اس طرح فائدہ اٹھائیں کہ اس سال دس فیصدی کم کر لیں، اور پھر آئندہ سال دس فیصدی کم کریں۔ حتیٰ کہ ان کی قربانی کا معیار ایک

باقی صفحہ ۲

تشدد کے جتنے بھی واقعات ہوئے وہ احمدیوں نے نہیں کئے بلکہ احمدیوں کے خلاف ہی ہوئے

پنجاب کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت میں ہوم سیکرٹری مسٹر غیاث الدین احمد کا بیان!

گذشتہ سے پیوستہ

سوال: آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ کہ حکومت کے موقف کی کمزوری کے اسباب نشر و اشاعت کی کمی تھے کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ حکومت کا موقف کیا تھا؟

ج: حکومت کا موقف یہ تھا۔ کہ جو کچھ وہ کر رہی ہے۔ امن و قانون اور نظم و ضبط کے تحفظ کے لئے کر رہی ہے۔ حکومت نے کسی جماعت یا تنظیم کے جائز مذہبی یا سیاسی حقوق میں مداخلت نہیں کی۔

مسٹر غیاث الدین نے کہا کہ اخبار مسلسل یہ شدید پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ کہ حکومت نے عبادت اور عبادت گاہوں پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ مثلاً "زمیندار" نے اپنی ایک اشاعت میں بڑے جلی عنوانوں سے ایسی بات کہی ان حالات میں ہم اس امر کی ضرورت محسوس کر رہے تھے کہ عوام کو بتایا جائے اور علماء کو احساس دلایا جائے کہ حکومت صرف امن و قانون اور نظم و ضبط کو برقرار اور صوبہ کے باشندوں کی جان و مال اور آبرو کو محفوظ رکھنے کے بارے میں اپنے فرائض انجام دے رہی ہے

س: کیا امن و قانون اور نظم و ضبط کے تحفظ کے لئے شہری آزادیوں پر پابندی لگانا ضروری ہے؟

ج: اگر امن و قانون اور نظم و ضبط کے تحفظ کے لئے پابندی لگانا ضروری ہو۔ تو پابندی نہ صرف لگائی جا سکتی ہے۔ بلکہ لگائی جانی بھی چاہیئے۔ مسلسل نیا جائے۔ تو بذات خود شہری آزادی ختم ہو جائیگی

مسٹر غیاث الدین احمد نے کہا۔ کہ چودھری محمد ظفر اللہ خان نے حکومت کے ۲۳ اگست ۱۹۵۲ء کے اعلامیہ کے جواب میں جو بیان دیا تھا میں نے وہ ضلعی حکام کو نشر و اشاعت کے لئے نہیں بھیجا

س: ۲۱ فروری ۱۹۵۳ء کے اس مراسلہ میں جو چیف سیکرٹری نے حکومت پاکستان کے سیکرٹری کو بھیجا تھا۔ آپ نے اس کا ذکر یوں نہیں کیا۔ کہ اس صوبے کے عوام کے جذبات اس باب میں کتنی شدت اختیار کئے ہوئے ہیں؟

ج: اس مراسلہ کا سارا رجحان ظاہر کرتا ہے۔ کہ ایجی ٹیشن اس قدر وسعت و شدت لئے ہوئے ہے۔ کہ اس سے نپٹنے کے لئے سختی ضروری ہے۔

مسٹر غیاث الدین نے کہا۔ میں نے اس مراسلہ میں عوام کو خوش کرکے ان کا جوش ٹھنڈا کرنے کی کوئی تجویز نہیں کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو کراچی گیا۔ میں نے مرکزی حکومت کو یہ مشورہ نہیں دیا۔ کہ عوام کو کسی طرح خوش کرنا تقاضائے حالات کے عین مطابق ہے۔

س: آپ نے ۴ جولائی ۱۹۵۳ء کے نوٹ میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے متعلق کوئی بات کیوں نہیں لکھی؟

ج: اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ تشدد کے جتنے بھی واقعات ہوئے وہ احمدیوں نے نہیں کئے۔ بلکہ احمدیوں کے خلاف ہی ہوئے۔ احمدیوں نے بعض اوقات اشتعال انگیز انداز اختیار کیا۔ لیکن مجھے ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں۔ جب انہوں نے تشدد کا انداز اختیار کیا ہو۔

س: کیا صوبائی حکومت نے کبھی مرکزی حکومت کو اس بات کی اطلاع دی۔ کہ پنجاب کے لوگ چودھری محمد ظفر اللہ خان کی فرقہ وارانہ سرگرمیوں پر بہت ناراض ہیں؟

اس سے پیشتر کہ گواہ جواب دے۔ عدالت نے پوچھا۔ کہ صوبائی حکومت چودھری محمد ظفر اللہ خان کی کسی فرقہ وارانہ سرگرمی سے واقف ہے۔

گواہ نے جواب دیا۔ کہ اس صوبہ کی حدود میں نہیں۔ سوائے اس واقعہ کے کہ وہ ربوہ میں اپنی تنظیمی کانفرنس میں وقتاً فوقتاً شریک ہوا کرتے تھے۔

عدالت نے اس سوال کا گواہ نے جو جواب دیا۔ اس کے پیش نظر عدالت نے کہا۔ کہ مولانا میکش کے سوال کا جواب دینا ان کے لئے ضروری نہیں۔

س: کیا حکومت پنجاب کو معلوم تھا۔ کہ صوبہ کے لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ چودھری ظفر اللہ خان فرقہ وارانہ سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں؟

ج: اس مفہوم کا پروپیگنڈا یقیناً ہو رہا تھا اور بعض حالات میں جلسوں میں بھی یہ باتیں کہی گئی تھیں!

س: کیا صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو اس بات کی اطلاع دی؟

ج: سی۔ آئی۔ ڈی۔ جو بھی اطلاعات فراہم کرتی۔ وہ تمام وقتاً فوقتاً انٹیلی جنس بیورو کو پہنچائی جاتی تھیں مزید برآں مرکزی حکومت نے اس صوبے کیلئے لاہور میں اپنا سنٹرل انٹیلی جنس آفیسر بھی رکھا ہوا ہے جو اطلاعات وغیرہ فراہم کرتا ہے

س: آپ نے احرار کے خلاف الزامات کی بڑی طویل فہرست پیش کی ہے۔ کیا ان الزامات میں سے کسی ایک کے بارے میں کسی احراری پر مقدمہ چلایا گیا؟

ج: ایسی باتوں پر مقدمات زیادہ تر اس وجہ سے نہیں چلائے گئے کہ قانونی عدالت کو یقین دلانے والی شہادتیں دستیاب نہیں ہو سکتی تھیں۔

اس کے بعد جماعت اسلامی کی طرف سے چودھری نذیر احمد خان نے حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری مسٹر غیاث الدین احمد پر جرح کی۔ مسٹر غیاث الدین سے کہا گیا۔ آپ نے اپنے بیان میں یہ لکھ دیا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کی کنونشن میں مداخلت نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا چودھری نذیر احمد نے پوچھا کیا اس کنونشن کے ارکان سے رابطہ پیدا کرنے کے لئے ڈائرکٹر تعلقات عامہ کو کہا گیا تھا؟

مسٹر غیاث الدین نے جواب میں کہا چیف سیکرٹری نے ۵ جولائی کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی جو کانفرنس کی تھی۔ اس کی کارروائی کا متعلقہ حصہ شق نمبر ۶ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسی شق کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں۔ ڈائرکٹر تعلقات عامہ اور ڈی آئی جی سی۔ آئی۔ ڈی۔ کو کارروائی کرنی تھی۔

لاہور ۲ فروری: مسٹر غیاث الدین احمد نے آج عدالت میں کہا۔ کہ ذاتی طور پر میرا خیال تھا۔ کہ صوبائی حکومت احمدیہ معاملے کے متعلق کوئی پالیسی نہیں بنا سکتی تھی۔ جو اس کے دائرے میں نہیں تھا۔ لیکن وہ مرکزی حکومت کو رضاکارانہ طور پر مشورہ یقیناً دے سکتی تھی انہوں نے کہا کہ احمدیوں کے خلاف مطالبات کے سلسلہ میں حکومت پنجاب نے کیا نظریہ اختیار کیا، یہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی

مسٹر یعقوب علی خان نے مسٹر غیاث الدین احمد پر جرح جاری رکھتے ہوئے ان سے دریافت کیا۔ کہ ان کے خط اور منسلکہ رپورٹ دائرکٹ ڈی سی (۳۱۱) یا چیف سیکرٹری کے خط اور منسلکہ رپورٹ دائرکٹ ڈی سی (۳۱۳) کے جواب میں مرکزی حکومت نے حکومت پنجاب کو کوئی ہدایت یا مشورہ دیا تھا۔ یا احمدیوں کے خلاف تحریک اور تحریک میں حصہ لینے والوں کے پیش کردہ تین مطالبات کے بارے میں اپنی پالیسی سے مطلع کیا تھا۔

گواہ نے جواب دیا۔ کہ میرا خیال ہے۔ کہ مرکزی حکومت نے اس خط کا جواب بھیجا تھا۔ اور تینوں مطالبات کے بارے میں جو ہدایت موصول ہوئی وہ ایک تار کے ذریعے خفیہ تار رسانی میں بھیجی گئی تھی۔ یہ ہدایت فروری ۱۹۵۳ء کے آخر میں کراچی کی گرفتاریوں کے بعد ملی تھی۔

س: کیا آپ مجھے بتلائیں گے۔ کہ حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت کے نام ۲۱ فروری ۱۹۵۳ء کا مراسلہ بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا؟

ج: سی۔ آئی۔ ڈی کے متعلقہ فائل (نمبر ۱۶/۱۹۱۴۲) میں انسپکٹر جنرل پولیس کا ۲۰ فروری ۱۹۵۳ء کا ایک نوٹ ہے (نوٹ کے صفحات ۳-۴) کہ معاملہ پر ہوم سیکرٹری اور انسپکٹر جنرل پولیس نے وزیر اعلیٰ سے تبادلہ خیال کیا تھا جس کے نتیجے کے طور پر خفیہ تحریر میں ایک تار بھیجا گیا اور خط کے مسودے پر بھی اسی ملاقات میں بحث کی گئی۔

س: کیا اس نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب آپ انسپکٹر جنرل پولیس اور وزیر اعلیٰ سے ملے۔ تو ایک مسودہ پہلے ہی تیار کر لیا گیا تھا جو ان کو پیش کر دیا گیا؟ ج: میں اس سوال کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں۔

س: (عدالت کی طرف سے) کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ مسٹر احمد کے نام چیف سیکرٹری کے ۲۱ فروری ۱۹۵۳ء کے خط کا مسودہ مکمل کیا گیا تھا؟

ج: انسپکٹر جنرل پولیس نے جب مجھے ۲۰ فروری کو سیکرٹریٹ بلایا۔ تو وزیر اعلیٰ کو مسودہ پیش کرنے کے لئے ان کے پاس مسودہ تیار تھا۔ میں نے اور آئی جی پولیس نے اسی دن اس پر وزیر اعلیٰ سے تبادلہ خیالات کیا تھا۔ اور چیف سیکرٹری نے دوسرے دن اسے جاری کر دیا۔

س: کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ جو مسودہ آپ کو دکھایا گیا تھا۔ وہ دراصل کب تیار کیا گیا تھا؟

ج۔ جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں ۲۰ فروری سے میں رخصت پر تھا۔ اسلئے مجھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ انسپکٹر جنرل پولیس نے یہ مسودہ کب تیار کیا تھا۔

س: مسٹر انور علی نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے۔ "مجھے خود اپنے ذرائع سے جونہی ۲۱ فروری ۱۹۵۳ء کے نوٹس کا علم ہوا۔ میں نے آئی جی پولیس سے اس معاملے پر تبادلہ خیالات کیا۔ جنہوں نے صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر جلد کوئی پالیسی بنانے کی ضرورت کو پوری طرح محسوس کیا۔ ہم دونوں میاں ممتاز دولتانہ کے پاس گئے۔ اور انہیں صورت حال سے باخبر کیا میرا خیال ہے۔ کہ ہوم سیکرٹری بھی ہمارے ساتھ گئے تھے" کیا آپ کو واقعہ یاد ہے؟ ج: مجھے یاد نہیں۔

اپنی جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے گواہ سے کہا کہ انہوں نے کہا تھا کہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت کارروائی لامتناہی طور پر نہیں جاری رکھی جا سکتی تھی۔ اس کا ایک منطقی خاتمہ ضروری تھا۔ اور اسے اٹھانے کا بہترین وقت وہ تھا جب حکومت کی پوزیشن مضبوط تھی۔

وکیل نے سوال کیا۔ کہ کیا آپ کو اس بات سے اتفاق ہے۔ جب یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ تو حکومت اس پوزیشن میں تھی۔ اور اس وقت وہ طریق عمل اختیار کرنا مناسب تھا؟

گواہ نے اس سوال کا جواب اثبات میں دیا۔ عدالت نے گواہ سے سوال کیا۔ کہ احرار رہنما اگر جیل میں رہا نہ کئے جاتے۔ ان کے خلاف چلائے جانے والے مقدمات واپس نہ لئے جاتے اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام واپس نہ لئے جاتے تو کیا آپ کے خیال میں اس سے اس صورت حال میں کوئی فرق پڑتا جو بعد میں پیدا ہو گئی تھی؟

ج: اس کارروائی کے بعد کچھ دن تک سکون رہا۔ اور اس کے بعد قابل اعتراض تقریروں کا ایک اور سیلاب شروع ہو گیا۔ اس کارروائی کو واپس لینے کے بعد اگر ان تمام لوگوں پر مقدمہ چلانے کے لئے کارروائی کی جاتی جو قابل اعتراض تقریریں کر رہے تھے۔ یا ان میں سے بعض لوگوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی تو تحریک کو اور زیادہ روکا جا سکتا تھا۔

س: کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ ۵ جولائی ۱۹۵۲ء کے ایک جلسے میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ اس تحریک سے متعلق قابل اعتراض تقریریں کرنے یا دوسری قابل اعتراض سرگرمیوں کے سلسلہ میں اگر کوئی

کارروائی کی جانے والی ہو تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان اس کی رپورٹ حکومت کو بھیجیں گے؟

ج: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی اس کانفرنس کا ایک فیصلہ یہ بھی تھا اور جسے حکومت نے منظور کر لیا تھا کہ ایسے جلسوں میں جو مجلس احرار یا جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام نہ ہوں اور جن کے جلسوں کی مکمل طور پر ممانعت کر دی گئی تھی، اور ان میں اشتعال انگیز یا متشدد تقریریں کی جائیں۔ تو دفعہ ۵۳ تعزیرات پاکستان یا پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت کارروائی کے لئے حکومت سے استصواب کیا جائے۔

س: کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ سیالکوٹ کے سوا کسی ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مذکورہ بالا فیصلے کے مطابق کارروائی کرنے کی کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی جس کی منظوری نہ دی گئی ہو؟

ج: گلو شاہ کے میلے میں کی جانے والی قابل اعتراض تقریروں کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ اور مولوی محمد علی جالندھری کے متعلق غالباً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ منٹگمری کی رپورٹ کے سوا حکومت کے پاس کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس سے مقدمہ چلانے کی سفارش نہیں موصول ہوئی تھی۔

س: کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کا تاثر یہ تھا۔ کہ حکومت مقدمہ چلانے کے لئے تیار نہیں؟

ج: میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے محسوسات کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ حکومت سے ایسے معاملات کی سفارش کرنے میں تامل کر رہے تھے۔ سو درحقیقت منٹگمری کے بارے میں حکومت اور انسپکٹر جنرل پولیس کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سے طویل خط و کتابت کرنی پڑی۔ پھر کہیں جا کر مولوی محمد علی جالندھری کے خلاف مقدمہ چلایا جا سکا۔

س: مولوی محمد علی جالندھری کا واقعہ کب پیش آیا تھا؟

ج: انہوں نے اپریل ۱۹۵۱ء میں تقریر کی تھی لیکن ان پر مقدمہ ۱۹۵۲ء کے اواخر میں چلایا گیا۔

س: اس وقت منٹگمری کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کون تھے؟

ج: تقریر جس زمانہ میں ہوئی۔ ان دنوں غالباً مسٹر رحیمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھے۔

س: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقدمات کی سفارش کرنے میں تامل کیوں کر رہے تھے؟

ج: میں کوئی خاص وجہ تو نہیں بتلا سکتا۔ لیکن جیسا کہ سی آئی ڈی کی رپورٹوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قابل اعتراض تقریروں کا سلسلہ جاری تھا۔ اور ان کا زور بڑھ رہا تھا۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی طرف سے مقدمات چلانے کی کوئی سفارش نہیں کی جا رہی تھی۔ لہٰذا ان رپورٹوں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے یہ محسوس کیا ہوگا۔ کہ ان کی سفارش نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوگی۔ یا شاید انہوں نے معاملات کو جوں کا توں رکھنے ہی کی کوشش کی ہوگی۔

س: کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کی تین اشخاص کے خلاف گرفتاری کی سفارش جنہوں نے گلو شاہ کے میلے میں قابل اعتراض تقاریر کی تھیں۔ آپ کے سامنے پیش ہوئی تھی؟ ج: یہ معاملہ میرے پاس آیا تھا۔ اور میں نے تحقیقات کے لئے سی آئی ڈی کے پاس بھیج دیا تھا۔ جب مسل وزیر اعلیٰ کے پاس بھیجی گئی تھی۔ تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ جب وہ ایجی ٹیشن کے متعلق دوسرے معاملات پر حکام کے ساتھ بات چیت کریں گے۔ تو یہ کیس بھی پیش کیا جائے۔ میں نے مسل دیکھی ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس معاملہ پر وزیر اعلیٰ نے ۲۴ دسمبر ۱۹۵۲ء کو گفتگو کی تھی۔ جیسا کہ اس وقت کے ڈی آئی جی (سی آئی ڈی) نے صفحہ ۲۴ پر نوٹ کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد مسل میرے پاس نہیں آئی نہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکومت کے پاس واپس بھیجی گئی۔ بلکہ اس وقت کے ایس پی (سی آئی ڈی) کے نوٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خود کیس فائل کیا تھا۔ اور ایس پی سیالکوٹ کو اطلاع دی تھی۔ کہ ملزمین معمولی آدمی ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف اس موقعہ پر مقدمہ چلانے کا فائدہ نہ ہوگا۔

س: کیا ہوم سیکرٹری کی حیثیت سے امن و امان کے سلسلہ میں وزیر اعلیٰ کو مشورہ دینے کی ذمہ داری آپ کی تھی؟

ج: میں نے اپنے تحریری بیان کے شروع میں اس سوال کا ذکر کیا ہے۔

س: آپ کے اور چیف سیکرٹری کے علاوہ وزیر اعلیٰ کے اور دوسرے سرکاری مشیر کون تھے؟

ج: ڈی آئی جی (سی آئی ڈی)، ان کا فرض ہے کہ سیاسیات سے متعلق خبروں کا سراغ لگائیں اور پھر حکومت کو آئی جی کی معرفت یہ اطلاعات پہنچائیں۔ سی آئی ڈی کا کام یہ بھی ہے۔ کہ وہ حکومت کو مناسب کارروائی بھی تجویز کرے۔ پولیس کے انسپکٹر جنرل کے ذمے داخلی دفاع کا کام اور حکومت اور فوج کے درمیان افسر رابطہ کا کام دیا ہوتا ہے۔ فرقہ وارانہ یا مذہبی امور جن سے عوام متاثر ہوں یا ایسے امور جن سے تمام صوبہ کے امن کا تعلق ہو۔ ان کے بارے میں ہوم سیکرٹری چیف سیکرٹری کے نائب یا معاون کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ لیکن جلوسوں کے متعلق پبلک سیفٹی ایکٹ کے متعلق اور دوسرے قانونی معاملات کے متعلق وہ آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں۔ ان معاملات میں بھی چیف سیکرٹری بحیثیت حاکم اعلیٰ کے تمام کاغذات اپنے پاس مشورہ کیلئے منگوا سکتے ہیں۔

س: کیا یہ درست ہے۔ کہ جس دوران میں آپ ہوم سیکرٹری تھے۔ سابق وزیر اعلیٰ نے امن و امان کے سوال پر آپ کے متذکرہ حکام کے مشوروں سے نہ کبھی اختلاف کیا تھا۔ اور نہ کبھی انہیں نامنظور کیا؟

ج: مجھے اختلاف کا کوئی خاص واقعہ تو یاد نہیں مگر بعض موقعہ پر انہوں نے ڈی آئی جی (سی آئی ڈی) اور ہوم سیکرٹری کی تجاویز میں کسی حد تک ترمیم ضرور کی تھی۔

س: کیا وزیر اعلیٰ نے کسی ایسے موقعہ پر ایجی ٹیشن کی حمایت یا فسادیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا؟

ج: جی نہیں۔ س: کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ جون ۱۹۵۲ء سے فروری ۱۹۵۳ء یعنی تحریک کے وقفہ میں وزیر اعلیٰ نے ایجی ٹیشن کے مسئلہ کو امن و امان کے مسئلہ کے طور پر تصور کیا؟ ج: میرا یہی تاثر تھا۔

س: کیا آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ کہ جب تک تحریک میں حصہ لینے والوں کو یہ تین مطالبات کھلے بندوں پیش کرنے کی اجازت حاصل ہے۔ اور وہ ان کی حمایت میں تقریریں کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک جب بھی ان سب مطالبات کو مسترد کر دیا جائے گا۔ اس سے صوبہ میں بد امنی پھیلے گی؟

ج: ان مطالبات کی تشہیر کسی صورت میں بھی پر امن اور آئینی حدود کے اندر رہ سکتی تھی۔ اور اس سلسلہ میں جو ایجی ٹیشن بھی کی جاتی۔ وہ امن و امان کے مسائل پیدا کر دیتی۔ اور جتنا زیادہ عرصہ اس ایجی ٹیشن کو دیا جاتا۔ اتنا ہی ان مطالبات کو مسترد کرنے کی صورت میں ایجی ٹیشن کو دبانا مشکل ہو جاتا۔

پرسوں جماعت اسلامی کے وکیل نے پوچھا تھا کہ کونسل کے ارکان سے ڈائرکٹر تعلقات عامہ کی ملاقات کے نتیجہ کا انہیں پتہ چلا تھا یا نہیں؟ اس کا آپ نے جواب دیا تھا۔ کہ مقصد پورا نہیں ہوا تھا۔ س: کیا یہ اطلاع آپ کو ڈائرکٹر تعلقات عامہ کے کسی نوٹ سے ملی تھی۔ یا ان کے ساتھ ملاقات سے؟ ج: میں نے اس کے متعلق ڈائرکٹر تعلقات عامہ کا کوئی نوٹ نہیں دیکھا۔ ان کو سی آئی ڈی کے ڈی آئی جی نے علماء کی ایک فہرست دی تھی مگر ایجی ٹیشن کے رجحان اور علماء کے ایجی ٹیشن کے ساتھ مل جانے سے یہ پتہ چلتا تھا۔ کہ ڈائرکٹر تعلقات عامہ کا اقدام بے نتیجہ رہا تھا۔

کمیشن: کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے۔ کہ ڈائرکٹر تعلقات عامہ کی علماء سے ملاقات کے بعد پالیسی میں تبدیلی پر غور کیا گیا تھا؟

ج: کوئی ایسی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

س: آپ نے اپنے بیان میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے مولانا محمد علی جالندھری کو جواب میں علماء کے ایک وفد سے زبانی کہا۔ کہ صرف احراریوں اور احمدیوں کے جلسوں پر پابندی لگائی گئی ہے۔ کیا یہ جون کے وسط کی بات ہے؟ ج: جی ہاں۔

س: کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ جماعت اسلامی کی کسی بھی قابل اعتراض سرگرمی کا حکومت کو کوئی علم نہیں تھا؟

ج: جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

س: ملا کا تصور آپ کے نزدیک کیا ہے؟

ج: ملا ایک ایسا خود غلط مذہبی رہنما ہوتا ہے جس کا زاویہ نگاہ تنگ اور دائرہ علم تنگ ہو اور جسے اس کے باوجود ادعائے علم ہو۔

س: کیا آپ مولانا مودودی کو "ملا" کہیں گے؟

ج: جی نہیں۔ وہ بہت وسیع علم رکھنے والے آدمی ہیں

س: کیا صوبائی حکومت یا مسلم لیگ نے ایجی ٹیشن کو بند کرنے کے لئے کوئی سیاسی کارروائی کی؟

ج: صوبائی حکومت کا ایجی ٹیشن کے ساتھ صرف نظم و قانون اور امن و امان کے لحاظ سے تعلق تھا۔ اور اس کا سیاسی پہلو سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مسلم لیگ نے اور اس کے لیڈروں نے ایجی ٹیشن کو دبانے کے لئے یا ٹھنڈا کرنے کے لئے کوئی تعمیری کارروائی نہ کی۔

س: آپ نے اپنے بیان میں لکھ دیا ہے۔ کہ آپ نے ایک نوٹ (ضمیمہ "H") لکھا جس میں یہ تجویز کیا۔ کہ مرکزی حکومت کو لکھا جائے۔ تاکہ وہ اس مسئلہ پر اپنی پالیسی کی تشکیل کرے۔ کیا آپ نے یا حکومت پنجاب کے کسی افسر نے حکومت کے متعلق ایسی ہی تجویز پیش کی؟

ج: میں نے اپنا ۲ جولائی ۵۲ء کا نوٹ ڈی آئی جی (سی آئی ڈی) اور انسپکٹر جنرل پولیس کے مشورہ سے لکھا۔ میں نے اس میں مطالبات پر اپنے ذاتی نظریات ایسے الفاظ میں لکھے ہیں جو مبہم نہیں۔ جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے۔ امن و قانون اور نظم و ضبط کو برقرار رکھنا اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اس لئے حکومت پنجاب سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مسئلہ کے اسی پہلو کے متعلق فکرمند تھی۔ اس تحریک کا سیاسی پہلو اس سے واسطہ نہیں رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ اس سے نبٹنے کی اہل نہیں تھی۔

مسٹر غیاث الدین احمد نے کہا۔ زیر بحث نوٹ کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ اگر مرکزی حکومت سخت پالیسی کا اعلان کر دے۔ تو صوبائی حکومت کو بھی قانون اور نظم و ضبط برقرار رکھنے میں بڑی آسانی ہو جائے۔ اس نوٹ کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی۔ کہ سی آئی ڈی کی اطلاع کے مطابق لوگ کھلم کھلا کہہ رہے تھے۔ کہ وزیر خارجہ کے بعض رفقاء کار اس تحریک کی پشت پر ہیں۔ اس حقیقت کا ذکر اس زمانے کے چیف سیکرٹری نے ۵ جولائی ۱۹۵۲ء کو اپنے نوٹ میں کیا۔ کیا یہ نوٹ میرے نوٹ کے ساتھ وزیر اعلیٰ کے پاس بھیجا گیا [illegible]

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت آخر مارچ تک اپنی رپورٹ مکمل کرلیگی

عدالت میں تقریباً چھ ہزار صفحات پر مشتمل بیانات دئے جاچکے ہیں

لاہور ۲۵ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ جسٹس محمد منیر اور مسٹر جسٹس ایم۔ آر کیانی پر مشتمل فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت اپنی رپورٹ مارچ کے آخر تک مکمل کرے گی۔ عدالت تحقیقات ۱۹ جون ۱۹۵۳ء کو نافذ کردہ حکومت پنجاب کے ایک آرڈی ننس کے تحت بنائی گئی تھی اور اسے ان امور کی تحقیقات کرنے کی ہدایت کی گئی تھی کہ فسادات کی ذمہ داری کس پر ہے وہ حالات کیا ہیں جو لاہور میں مارشل لا کے نفاذ کا سبب بنے اور صوبائی سول حکام نے فسادات کی روک تھام کرنے اور بعد میں ان پر قابو پانے کے لئے جو اقدامات کئے وہ کافی تھے یا نہیں عدالت نے یکم جولائی ۱۹۵۳ء کو کام شروع کیا اس عرصہ میں اس کے ۱۹ اجلاس ہوئے۔ اس نے مری۔ لاہور سیالکوٹ میں ۱۳۰ گواہوں کے بیانات قلمبند کئے۔ میاں ممتاز دولتانہ آخری گواہ تھے۔ ان کا بیان ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ اور ۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء کو ختم ہوا۔ عدالت فریقین کے وکلاء کی بحث سننے کے بعد اپنی تحریری رپورٹ صوبائی حکومت کو پیش کرے گی۔ جس پر دونوں ججوں کے دستخط ہوں گے فسادات پنجاب کی کھلی تحقیقات کے آرڈی ننس مجریہ ۱۹۵۳ء کے ترمیم شدہ سیکشن سات میں کہا گیا ہے۔ کہ عدالت کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد جلد سے جلد صوبائی حکومت اسے جس طرح چاہے گی شائع کرے گی۔ سیکشن کی ایک دفعہ میں کہا گیا ہے کہ اگر عدالت نے سفارش کی کہ پوری رپورٹ یا اس کے کسی حصے کا شائع کرنا مفاد عامہ میں نہیں ہوگا تو صوبائی حکومت پوری رپورٹ یا اس کے کسی حصے کی اشاعت روک سکے گی۔ صوبائی حکومت عدالت کی منظوری لینے کے بعد بھی پوری رپورٹ یا اس کے کسی حصے کی اشاعت روک سکتی ہے۔

ہفتے کو مسٹر دولتانہ کا بیان ختم ہونے کے بعد احمدیوں کے خلاف فسادات کی تحقیقات کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔ اب یکم فروری سے عدالت میں فریقین کے وکلاء کی بحث ہوگی اب تک جو بیانات قلمبند ہو گئے ہیں وہ دو ہزار سات سو پچاس صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور فریقین اور سرکاری افسروں نے جو تحریری بیانات پیش کئے ہیں۔ وہ تین ہزار دو سو صفحات پر مشتمل ہیں اور ۱۹ اجلاسوں میں جو دستاویزات پیش کی گئیں۔ ان کی تعداد ۵۳۳ ہے یہ دستاویزات سرکاری فائلوں۔ کتابوں۔ پمفلٹوں۔ اخباروں۔ رسالوں پر مشتمل ہیں جن سے چار بڑے صندوق بھر گئے ہیں۔ بحث کے دوران بھی تحقیقات سے تعلق رکھنے والی بہت سی کتابیں پیش ہونے کا امکان ہے۔

بھارت میں یوم جمہوریہ کی پریڈ

۶۰۰ میل فی گھنٹے کی رفتار سے طیارے اڑینگے

نئی دہلی ۲۵ جنوری۔ کل یوم جمہوریہ پر نئی دہلی میں جو پریڈ ہوگی اس میں بھارت کے جیٹ اوراگون ہوائی جہاز جو فرانس سے خریدے گئے ہیں سات سو فٹ کی بلندی پر چار سو ساٹھ میل فی گھنٹے کی رفتار سے پرواز کرینگے

مشرقی پاکستان کے شمالی علاقے میں

آئندہ سال تک ہوائی اڈہ تیار ہو جائیگا

ڈھاکہ ۲۵ جنوری۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے آج شام دیناج پور کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت پاکستان مشرقی پاکستان کے شمالی حصہ میں کسی جگہ ایک ہوائی اڈہ بنانا چاہتی ہے جو آئندہ سال تک تیار ہو جائے گا۔ وزیر اعظم آج دیناج پور سے رنگپور جائیں گے۔ جہاں ان کا موجودہ انتخابی دورہ ختم ہو جائے گا۔ امید ہے کہ وزیر اعظم ۲۷ جنوری کو ڈھاکہ واپس آجائیں گے۔

برطانوی فوج پر حملے جاری رہے تو سمجھوتہ ناممکن ہوگا

برطانیہ کا حکومت مصر کو انتباہ

لندن ۲۵ جنوری۔ آج برطانیہ نے مصر کو خبردار کیا کہ اگر نہر سویز کے علاقہ میں برطانوی فوج پر حملے جاری رہے تو سویز کے مسئلہ پر مصر سے سمجھوتہ ناممکن ہو جائے گا۔ وزیر مملکت سیلون لائڈ نے آج دارالعوام میں کہا کہ ہم نے یہ بات واضح کر دی کہ اگر اس قسم کی کارروائیاں جاری رہیں تو اطمینان بخش سمجھوتہ ناممکن ہوگا

۲۲ ایسا قریب ہے۔ جیسا کہ آج سے نہیں اور بتایا کہ آئندہ چالیس سال تک پاکستان کو نہایت صبر آزما صورت حالات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

پاکستان میل کے حادثہ میں تباہ شدہ ڈبوں کا ملبہ اٹھانے کا کام ہو گیا!

دونوں لائنوں پر گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی

کراچی ۲۵ جنوری۔ جھمپیر اور حیدر آباد کے درمیان پاکستان میل کے حادثہ میں تباہ ہونے والی بوگیوں کے ڈبوں کا ملبہ اٹھانے کا کام آج صبح مکمل ہو گیا۔ ساڑھے سات بج کر ۲۵ منٹ پر دوسری لائن سے ۵ اپ ایکسپریس ۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گزری۔ اس طرح اب دونوں لائنوں پر گاڑیوں کی براہ راست آمد و رفت شروع ہو گئی ہے۔ لیکن فی الحال حادثہ کے مقام پر ۴/۲۲/۷۲ اور ۲۱/۴/۷ میل کے درمیان گاڑیاں صرف ۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گزر رہی ہیں۔ پاکستان میل کے ڈیزل الیکٹرک انجنوں کو حادثہ کے مقام سے اٹھانے کا کام ابھی باقی ہے۔ تباہ شدہ ڈبوں کے ملبے کے نیچے سے کوئی اور لاش برآمد نہیں ہوئی۔ اس سے قبل کل ۲۰ لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ پاکستان میل کے حادثہ میں زخمی ہونے والے افراد۔ کوٹڑی۔ حیدر آباد اور کراچی کے ہسپتال میں رو بصحت ہیں۔ آج صبح تک سول ہسپتال حیدر آباد سے آٹھ اور کوٹڑی ریلوے ہسپتال سے دو افراد صحت یابی کے بعد رخصت کئے جا چکے ہیں۔ مزید چار زخمیوں کو کوٹڑی ریلوے ہسپتال سے کراچی ریلوے ہسپتال میں منتقل کیا جا چکا ہے۔ اب ان ہسپتالوں میں صرف ۲۶ زخمی باقی رہ گئے ہیں۔ واضح رہے کہ حادثہ کے بعد ان ہسپتالوں میں کل ۴۹ زخمی داخل کئے گئے تھے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے حکام نے گزشتہ شب اعلان کیا ہے کہ پاکستان میل کے حادثہ میں ہلاک ہونے والوں کی لاشیں تلاش کرنے کا کام کل دن بھر جاری رہا۔ لیکن جائے حادثہ سے کوئی اور لاش برآمد نہیں ہوئی۔

ماؤ ماؤ کی "ملکہ" کو دس سال کی سزائے قید

نیروبی ۲۵ جنوری۔ ماؤ ماؤ کی ملکہ کو جس کی تاجپوشی برطانوی ملکہ الزبتھ کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔ گذشتہ روز دس سال کی سزائے قید دی گئی۔ یہ حبشی عورت جس کا نام ۔اگری ہے۔ دہشت پسند ماؤ ماؤ کے علاقہ میں گزشتہ سات ماہ سے حکمرانی کر رہی تھی۔ اور وہ دہشت پسند تحریک سے متعلق عورتوں کی سردار بھی تھی۔ واضح رہے کہ تھامسن فال کے ضلع ماؤ ماؤ جماعت نے اس عورت کو گزشتہ ماہ جون میں ملکہ بنایا تھا۔ تاکہ ان لیڈروں کی توجہ لندن میں ملکہ الزبتھ کی تاجپوشی سے ہٹادی جائے۔ اس کے علاوہ مزید دو عورتوں کو بھی ملکہ بنایا گیا۔ اور وہ بھی عدالت میں پیش ہوئی ہیں

اٹلی سے روسی سفیر اچانک بلا لیا گیا

روم ۲۵ جنوری۔ روسی سفیر برائے اٹلی میکائیل کوستائیل کو روسی حکومت نے ماسکو واپس بلا لیا ہے ان کی جگہ پراگ میں متعینہ روسی سفیر ایگزنڈر ابوگر مولوف کو اٹلی میں سفیر مقرر کیا جائے گا۔ آج اس امر کا اعلان اٹلی کی وزارت خارجہ نے کیا ہے۔ میکائیل یہاں اپریل سنہ ۱۹۴۵ء سے سفیر تھے۔ ان کی واپسی کی کوئی وجہ واضح نہیں کی گئی ہے۔ اٹلی کے اخباروں نے کہا ہے کہ روس اپنے سفیروں کی صفوں کو از سر نو منظم کرنے کا جو اقدام کر رہا ہے۔ اس کے تحت میکائیل کو واپس بلایا گیا ہے۔

پاکستان کو چالیس سال تک صبر آزما حالات کا مقابلہ کرنا پڑیگا

ڈھاکہ ۲۵ جنوری۔ مسٹر اے کے بروہی وزیر قانون حکومت پاکستان نے یہاں گذشتہ روز یونیورسٹی میں طلباء اور اساتذہ کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کی آئندہ ترقی اور سربلندی کا کامل انحصار طلباء کی سرگرمیوں پر ہے۔ جو وہ اس سلسلہ میں انجام دیں گے۔ کیونکہ آزادی کی حفاظت ایک نہایت زبردست ذمہ داری ہے۔ مسٹر بروہی نے ایک فلاسفر کے اس مقولہ کا تذکرہ کیا کہ تعلیم کے بغیر جمہوری نظام ایک ۲۲

ہم پاکستان کی موجودہ سرحد تسلیم نہیں کرینگے

افغانستان کا الٹی میٹم

نئی دہلی ۲۵ جنوری۔ نئی دہلی میں افغانستان کے سفارتخانے کی طرف سے آج پاکستان کو الٹی میٹم دیا گیا ہے۔ کہ جب تک پاکستان پختونستان قائم کرنے پر رضامند نہیں ہوگا افغانستان کی طرف سے اس سلسلے میں تحریک جاری رہے گی۔ اور ڈیورنڈ لائن کو پاکستان کی سرحد تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ افغانستان کے [illegible] نے مزید اعلان کیا ہے کہ یہ خبر غلط ہے۔ کہ افغانستان پاکستان کے ساتھ معاہدے پر دستخط کر رہا ہے اس سے پختونستان کا پروپیگنڈا دبا دیا جائے گا۔

(بقیہ تبصرہ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲)

یوں تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر تصنیف کو پڑھنا ہر احمدی کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ اور اس وقت تک کوئی شخص احیاء اسلام اور اصلاح نفس کا تصور بھی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس سرچشمہ سے فیضیاب نہ ہو لے۔ لیکن یہ کتاب اپنی ایک خاص نوعیت کی وجہ سے دوسری تمام کتابوں سے منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ علاوہ اس کے کہ اس میں شہدائے کابل کی شہادتوں کا ذکر ہے۔ یہ کتاب دراصل ایک سوال ہے۔ جسے حضور نے ان الفاظ میں جماعت کے سامنے رکھا ہے کہ

"اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی صدق کا نمونہ دکھا دیا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔"

کیا کام کریں گے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب جماعت کے ہر فرد نے اپنے عمل سے دینا ہے۔ اور جب تک وہ شہید مرحوم کے نمونہ سے اس کتاب کے ذریعہ واقف نہ ہوگا۔ ناممکن ہے کہ وہ اس جواب کے لئے تیار ہو سکے۔

کتاب بڑے سائز کے کل ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سرورق پر اردو رسم الخط میں کتاب کے نام کا خوبصورت بلاک دیدہ زیب اور خوشنما ہے قیمت درج نہیں ہے۔ صیغہ تالیف و تصنیف ربوہ نے شائع کی ہے۔ اسی پتہ پر ان سے مل سکتی ہے۔